آداب شرعیہ کشف المحجوب کی روشنی میں

ڈاکٹر محمد افضل ربانی*

حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کی تصنیف کشف المحجوب' مسائل شریعت و طریقت اور حقیقت و معرفت کا ایک بیش بہا گنجینہ ہے اور اولیاء متقدمین کے حالات بابرکات اور اسلام کی مقدس تعلیمات کا بہترین خزینہ ہے۔ اسے ہر دور کے اولیاء اللہ اور صوفیہ کرام نے تصوف کی بے مثل کتاب قرار دیا ہے۔ کشف المحجوب کاملین کے لیے رہنما ہے تو عوام کے لیے پیر کامل کی حیثیت رکھتی ہے۔ چنانچہ عوام میں سے اس کا مطالعہ کرنے والوں کو دولت عرفاں و ایقان حاصل ہوتی ہے۔ اور شکوک و شبہات کی وادی میں بھٹکنے والے یقین کی دنیا میں آباد ہوجاتے ہیں۔ اس نادر اور بے مثل کتاب کو جو مقبولیت و پذیرائی نصیب ہوئی وہ اس موضوع کی کسی اور فارسی کتاب کے حصے میں نہیں آئی۔ اکابر اولیاء اللہ نے خود اس سے استفادہ کیا اور طالبان حق کو اس سے مستفید ہونے کی تلقین فرمائی۔ اس لیے کہ اس میں ناقصوں اور کاملوں کے لیے سامان ہدایت موجود ہے۔

آداب شرعیہ

اسلام نے اخلاقی تعلیمات کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ حقوق' فضائل و رذائل اور آداب۔

اسلام کی پہلی تعلیم یہ ہے کہ ہر انسان پر دوسرے انسانوں بلکہ حیوانوں اور بے جان چیزوں تک کے حوالے سے کچھ فرائض عائد ہیں اور یہ ان کے حقوق ہیں' جنہیں ہر انسان کو اپنے

---

* ایسوسی ایٹ پروفیسر' شعبہ عربی' جامعہ اسلامیہ' بہاولپور

امکان بھر ادا کرنا ضروری ہے۔

دوسری چیز انسان کے ذاتی چال چلن اور کردار کی اچھائی اور بلندی ہے اس کا نام فضائل اخلاق اور اس کے مقابل کا نام رذائل ہے۔ مثلاً سچ بولنا اخلاقی فضائل اور جھوٹ بولنا رذائل میں سے ہے۔

تیسری قسم کاموں کو اچھے اور عمدہ طریقے سے بجا لانا ہے' اس کو آداب کہتے ہیں مثلاً اٹھنے بیٹھنے اور کھانے پینے کا اچھا طور طریق۔ "کشاف اصطلاحات الفنون" میں ہے : الادب حسن الاحوال فی القیام و القعود و حسن الاخلاق و اجتماع الخصال الحمیدۃ[1]

کشف المحجوب میں ہے کہ : ادب' ستودہ عادات کا یکجا ہونا ہے۔ ادیب کو ادیب اس لیے کہتے ہیں کہ اس کی جو بات بھی ہوتی ہے نیک ہوتی ہے۔ جس کسی میں نیک عادتیں جمع ہوں وہ ادیب ہے۔ اصطلاح عام میں لغت اور صرف و نحو کے عالم کو ادیب کہتے ہیں' مگر صوفیہ کرام کے نزدیک : الادب الوقوف مع المستحسنات یعنی ادب مستحسن کاموں پر استقامت کا نام ہے۔[2]

محدثین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے بھی ان آداب کو مکارم اخلاق سے الگ کر کے اپنے مجموعوں میں مدون کیا ہے۔ ذیل میں کشف المحجوب کے ابواب از ۲۱ تا ۲۹ سے متعلقہ آداب کی تلخیص پیش کی جائے گی:

آداب صحبت

حضرت ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرید کو چاہئے کہ بوڑھے لوگوں کو باپ کے برابر' ہم عمروں کو بھائیوں کے برابر اور بچوں کو اولاد کے مثل جانے۔ حسد اور عداوت سے بچتا رہے۔ مسلمانوں کی خیرخواہی کرے' نصیحت کرتا رہے' مجلس میں کسی کی غیبت نہ کرے' نہ لگائی بجھائی کرے' کسی کے فعل یا کسی غلطی پر مجلس میں اعتراض نہ کرے۔

فرمایا کہ درویش دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک مقیم دوسرے مسافر' جو مسافر درویش ہوں انہیں چاہئے کہ مقیموں کی صحبت میں رہ کر ان کی خدمت کو عین سعادت جانیں اور مقیموں کو چاہئے کہ مسافر کو اپنے سے افضل سمجھیں اگر ہمارے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق دونوں رہیں تو آرام سے رہیں گے اور ایک سے دوسرے کو فائدہ پہنچے گا ورنہ دونوں ہلاکت میں پڑ جائیں گے۔[3]

آداب اقامت

جب کوئی مسافر' درویش مقیم کے پاس آئے تو نہایت خندہ پیشانی سے اس کا استقبال کرے۔ اسے عزت کی جگہ پر بٹھائے اور اسی طرح اس کی تواضع کرے جس طرح حضرت ابرہیم علیہ السلام اپنے مہمانوں کی کرتے تھے جو کچھ ماحضر ہو' بے تکلف پیش کردیے۔ پھر اندازہ کرے کہ اسے خلوت پسند ہے یا جلوت۔ اگر وہ خلوت پسند ہو تو اس کے لیے تخلیہ کا انتظام کردے۔ اور اگر محسوس کرے کہ وہ جلوت پسند ہے تو ایسا انتظام کردے کہ وہ اداس نہ ہو۔ اور جب مسافر رات کو لیٹ جائے تو مقیم کو چاہئے کہ اس کے پیر پر اپنے ہاتھ رکھے اور پیر دبانے کی کوشش کرے۔ اگر مسافر منع کردے اور کہے کہ مجھے اس کی عادت نہیں ہے تو اصرر نہ کرے تاکہ اس پر گراں نہ گزرے۔ دوسرے دن اسے حمام میں لے جائے مگر خیال رہے کہ حمام صاف ستھرا ہو۔ میزبان کے لیے روا نہیں کہ مہمان کو کسی دنیا دار کو سلام کرانے کے لیے لے جائے یا ان کی مہمانی میں اسے شریک کرے۔ اگر کوئی مہمان درویش اپنی کوئی دنیوی ضرورت پیش کرے تو اسے اپنے پاس رکھ کر اس کی ضرورت کو پورا کرنے کی کوشش کرے۔ [۴]

آداب سفر

اگر کوئی درویش سفر اختیار کرے تو اسے چاہئے کہ سب سے پہلے اپنی نیت درست کرے یعنی سفر صرف اللہ تعالیٰ کے لیے اختیار کرے نہ کہ متابعت ہوائے نفس میں۔ اور یہ خیال قائم کرے کہ وہ بظاہر تو سفر کر رہا ہے لیکن بہ باطن وہ نفسانی خواہشات سے سفر کر رہا ہے۔ درویش کو چاہئے کہ سفر میں طہارت پر مداومت اختیار کرے اور اپنے اوراد ضائع نہ کرے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ سفر یا تو حج کے لیے کرے یا جہاد یا طلب علم میں یا کسی شیخ کی زیارت کے لیے اختیار کرے ورنہ وہ خطا کار ہوگا۔ سفر کرتے وقت اپنے ساتھ مصلیٰ' عصا' کمبل' لوٹا' رسی اور جوتے ضرور رکھے۔ اور اگر اس سے زیادہ چیزیں سنت سمجھ کر ساتھ رکھے مثلاً ناخن گیر' سوئی دھاگہ' سرمہ دانی' کنگھی' مسواک تو بہتر ہے۔ درویش مسافر کو چاہئے کہ سنت کی ہر محل اور موقع پر حفاظت کرے۔ اگر کسی درویش مقیم کے پاس جائے تو ادب سے اس کی خدمت میں حاضر ہو۔ پہلے سلام کرے۔ جوتے پہنے تو پہلے دائیں پاؤں میں پہنے پھر بائیں میں۔ مقیموں پر اعتراض نہ کرے۔ نہ کسی سے اپنے سفر کی سختیاں بیان کرے۔ اگر لوگوں سے گفتگو کرے تو بزرگوں کی حکایات و روایات بیان کرے۔ درویش مسافر کو چاہئے کہ اپنے کام کے لیے میزبانوں کو تکلیف نہ دے۔ [۵]

آداب طعام

کھانا کھانے کا ادب یہ ہے کہ جب کھائے تو تنہا نہ کھائے بلکہ اپنے کھانے میں ایثار کرے اور دوسرے بھائی کو اس میں شریک کرے۔ دستر خوان پر بیٹھے تو پہلے بسم اللہ کہے اور دسترخوان پر کوئی ایسی چیز نہ کھائے اور نہ رکھے جسے دیکھ کر ساتھی کراہت کریں۔ اور لقمہ شروع نمکین چیز سے کرے اور اپنے ساتھی کے ساتھ انصاف کرے یعنی یہ کوشش نہ کرے کہ ساری اچھی اچھی چیزیں میں خود کھا جاؤں اور میرا ساتھی محروم رہ جائے۔ کھانے کے دوران زیادہ پانی نہ پئے البتہ جب پوری پیاس لگ رہی ہو تو مضائقہ نہیں۔ کھانا کھائے تو کم کھائے۔ خوب چبا کر کھائے' جلدی نہ کرے ورنہ بدہضمی کا اندیشہ ہے۔ جب کھانے سے فارغ ہو تو ہاتھ دھوئے اور الحمد للہ کہے۔

صوفیاء کو چاہئے کہ درویش کی دعوت رد نہ کریں اور دنیا دار کی دعوت قبول نہ کریں۔ نہ ان کے گھر جائیں' نہ ان سے کچھ مانگیں کہ ایسا کرنے سے فقر رسوا ہوتا ہے۔[٦]

چلنے پھرنے کے آداب

سالک کے لیے ضروری ہے کہ زمین پر فخر و تکبر کے ساتھ نہ چلے۔ چلے تو مراقبہ میں رہے' صرف راہ کو دیکھے اور ادھر ادھر نہ دیکھے کہ یہ تشویش طبع کا باعث ہے۔ جب جماعت کے ساتھ چلے تو آگے چلنے کی کوشش نہ کرے۔ کیونکہ نمائش چاہنا متکبروں کا طریقہ ہے۔ اور سب سے پیچھے چل کر زیادہ تواضع کا بھی اظہار نہ کرے کیونکہ تواضع ظاہر کرنا بھی ایک قسم کا تکبر ہے۔ جہاں تک ہو سکے جوتوں کو پلیدی سے بچائے۔ اگر کسی جماعت کے ساتھ جا رہا ہو تو راستے میں کھڑا ہو کر کسی سے گفتگو نہ کرنے لگے کیونکہ لوگ اس کی وجہ سے انتظار میں کھڑے رہیں گے۔ معتدل چال سے چلے نہ تو جلدی جلدی کہ ساتھ چلنے والوں کو اس کی وجہ سے زحمت ہو اور نہ بالکل آہستہ آہستہ متکبرانہ انداز میں۔ چال تو سالک کی ایسی ہونی چاہئے کہ اگر کوئی دریافت کرے تو کہہ سکے : انی ذاھب الی ربی سیھدین(میں تو اپنے رب کی طرف سے جا رہا ہوں وہ جلد میری راہنمائی فرمائے گا۔) الصف : ۹۹[٧]

سونے کے آداب

اگر کوئی شخص طبع انسانی کے تحت اوامر حق بجالانے کے بعد سوجائے اور یہ بھی مقصود ہو کہ اس سونے سے عبادت پر زیادہ نشاط اور انشراح کے ساتھ قوت طلب کرتا ہے تو محمود ہے۔ مرید کا

سونا ایسا ہونا چاہئے کہ ہر سونے کو آخری سونا تصور کرے، گناہوں سے توبہ کرے، پاکی کی حالت میں ساری دنیا سے دست بردار ہو کر اللہ تعالیٰ کے انعامات کا شکر ادا کرتا ہوا سو رہے اور سوتے وقت یہ عہد کر کے سوئے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے بیدار کرنے کا موقع دیا تو پھر وہ گناہ نہ کرے گا۔ (۸)

آدابِ کلام و خاموشی

کلام کرو تو اچھا کلام کیا کرو۔ ورنہ یاد رکھو کہ کلام بھی ایک آفت ہے اس لیے اہل طریقت کلام کرنے کے معاملے میں بہت محتاط رہتے ہیں۔ اگر کلام حق ہو تو کلام کرتے ہیں ورنہ سکوت اختیار کرتے ہیں۔ جس زبان سے کلمہ شہادت پڑھا ہے اس سے جھوٹ نہ بولے نہ غیبت کرے۔ اپنی گفتگو سے کسی مسلمان کا دل نہ دکھائے۔ جب تک اس سے کچھ پوچھا نہ جائے گفتگو نہ کرے اور بات کہنے میں پہل نہ کرے۔ اور کلام کرنے کی شرط یہ ہے کہ سوائے حق بات کے دوسری بات نہ بولے۔[۹]

آدابِ سوال و ترکِ سوال

حضرات صوفیائے کرام رحمہم اللہ کی اکثریت کا خیال ہے کی غیراللہ سے سوال نہیں کرنا چاہئے کہ غیراللہ سے سوال کرنا اللہ تعالیٰ سے اعراض کرنے کے مترادف ہے۔ اور جب بندہ اللہ تعالیٰ سے روگردانی کرے تو اندیشہ ہے کہ اس کی بارگاہ سے رد کردیا جائے گا۔ کسی نے حضرت رابعہ بصریہ رحمتہ اللہ علیہا سے کہا کہ آپ کو اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھ سے فرمائیں انہوں نے جواب دیا کہ "اے شخص! مجھے تو خالق سے مانگتے ہوئے شرم آتی ہے بھلا میں اپنے جیسے ایک انسان سے کیا مانگ سکتی ہوں"۔ بعض درویشوں کا خیال ہے کہ سوال کرنا جائز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مطلق سوال کرنے سے منع نہیں فرمایا بلکہ: لا یسئلون الناس الحافا (البقرہ: ۲۷۳ یعنی چمٹ کر لوگوں سے سوال نہیں کرتے) مراد یہ کہ اگر بغیر لجاجت کے لوگوں سے سوال کرے تو مضائقہ نہیں۔

تاہم مشائخ کے نزدیک پسندیدہ یہی ہے کہ سوال صرف اللہ تعالیٰ ہی سے کیا جائے۔ اسی میں فقر کا وقار اور درویش کی عزت ہے نیز بندے میں توکل کی صفت اسی سے پیدا ہوتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کا وعدہ بھی ہے کہ جو بندہ اللہ پر بھروسہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے کافی ہے۔[۱۰]

آدب نکاح و تجرد

حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چند آفتیں نکاح میں ہیں اور چند تجرد میں۔ تجرد میں یہ آفتیں ہیں کہ ترک سنت ہے اور دوسری یہ کہ شہوت کا دل میں پرورش پانا اور گناہ میں مبتلا ہوجانے کا اندیشہ ہے۔ نکاح میں غیر کی طرف دل کا مشغول ہوجانا اور بدن کا حظ نفس میں مشغول ہوجانا ہے۔ لہٰذا اس سلسلے میں طالب کو چاہئے کہ اپنے معاملے پر پہلے اچھی طرح غور کرے اور یہ دیکھے کہ کس کا دفع کرنا آسان ہے۔ جو آسان ہو اس پر عمل کرے۔ اس مسئلہ کی اصل گوشہ نشینی اور مجلس گزینی میں ہے جو درویش خلقت کی صحبت اختیار کرے اس کے لیے یہی مناسب ہے کہ وہ نکاح کرلے اور جو عزلت گزیں ہو اسے مجرد رہنا بہتر ہے۔ البتہ اگر درویش نکاح کرے تو اسے چاہئے کہ اپنی بیوی کی خوراک حلال مال سے دے اور اس کا مہر حلال رقم سے ادا کرے۔ اور جب تک اللہ تعالیٰ کے حقوق (نماز' تہجد' درود وظائف) اس کے ذمہ باقی ہوں بیوی کی طرف رجوع نہ ہو۔ اس کے بعد جب رجوع ہو تو نیک اولاد کی دعا کرے۔ اور اپنے اہل و عیال کو لقمہ حرام سے بچائے۔ اور اہل و عیال کے اخراجات کے لیے ظالم حکمرانوں کی خوشامد کرے، نہ ظلم و طغیان میں ان کی معاونت کرے۔ نیز اسے اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہئے کہ اوراد و معمولات میں کوئی فرق نہ آئے اور احوال ضائع نہ ہوں۔ اپنے اہل و عیال کے ساتھ درویش کو شفقت کا برتاؤ کرنا چاہئے۔(۱۱)

خاک پنجاب از دم او زندہ گشت
صبح ما از مہر او تابندہ گشت
(اقبال)

***

حواشی

۱۔ محمد اعلیٰ تھانوی : کشاف اصطلاحات الفنون و العلوم'
مکتبہ لبنان ناشرون' ۱۹۹۶ء' الجزء الاول' صفحہ ۲۷

۲۔ علی ہجویری' کشف المحجوب' اردو ترجمہ علامہ فضل الدین گوہر' ص ۳۴۹' ضیاء القرآن پبلیکیشنز' لاہور ۱۹۸۳ء

۳۔ ایضاً" صفحات ۴۶۶ تا ۴۶۹ بہ اختصار

۴۔ ایضاً" صفحات ۴۷۱ تا ۴۷۳ بہ اختصار

۵۔ ایضاً" صفحات ۴۷۶ تا ۴۷۸ بہ اختصار

۶۔ ایضاً" صفحات ۴۸۰ تا ۴۸۱ بہ اختصار

۷۔ ایضاً" صفحات ۴۸۲ تا ۴۸۳ بہ اختصار

۸۔ ایضاً" صفحات ۴۸۴ تا ۴۸۸ بہ اختصار

۹۔ ایضاً" صفحات ۴۹۰، ۴۹۴ بہ اختصار

۱۰۔ ایضاً" صفحات ۴۹۵ تا ۴۹۸ بہ اختصار

۱۱۔ ایضاً" صفحات ۵۰۱ تا ۵۰۶ بہ اختصار